

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳ھ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ ۔ لاہور
اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب
ایم ۔ اے ۔ ایمپرس روڈ ۔ لاہور
مینیجر

جملہ خط وکتابت وترسیل زر بنام مینیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہیے تمام مضامین واشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں ۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۲۵ فروری سنہ ۱۹۲۷ء | نمبر ۸

بہادر شہداء

ہوئی ہم پہ حق کی حقیقت جو ظاہر
اسی دم سے حق پر فدا ہو گئے ہم

سنہ ۱۹۳ء میں جب قیصر سویرس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی ۔ تو شروع شروع میں اُس نے مسیحیوں کو کسی طرح کا دکھ نہ دیا بلکہ اُن کو اجازت دی کہ صلح و آشتی اور آرام سے رہیں اور اگرچہ اُس نے سابق قیاصرہ کے وہ قوانین جو مسیحیوں کی ایذا کے بارہ میں تھے منسوخ نہ کئے ۔ تاہم اُس نے کوشش کی اُن کو بُت پرستوں کے ناجائز قہر و غضب سے مامون و مصئون رکھے ۔ کیونکہ پراکلس ایک مسیحی غلام نے ایک بار اُس کو بذریعہ دعا ایک مہلک بیماری سے شفا بخشی تھی جسکو اُس نے تادم مرگ اپنے محل میں رکھا اور شہزادہ نے بھی اپنی وفادار اور دیانتدار مسیحی دایہ کے باعث مسیحیوں کو عزیز جانا اور ہر طرح سے اُن کی حمایت کی ۔

جیسا کہ ذکر ہوا قیصر نے اپنی حکومت کے آغاز میں مسیحیوں پر بڑی بڑی مہربانیاں کیں اور اُن کو بڑے عہدوں تک پہنچایا مگر رفتہ رفتہ اس کے خیالات بالکل تبدیل ہو گئے ۔ چنانچہ سنہ ۲۰۲ء میں اُس نے لوگوں کو یہودی اور مسیحی مرید بننے سے سختی کے ساتھ روکا اور پھر قیصر مرقس کی مانند اُس نے ایک اشتہار جاری کیا کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں وہ ہمارے معبودوں کے دشمن اور اُن کی ناراضگی کا اصلی باعث ہیں ۔ ایسے لوگ فوراً گرفتار کئے جائیں اگر وہ ہمارے دیوتاؤں کے آگے قربانیاں چڑھائیں اور قیصر کی مورت کی قسم کھائیں تو آزاد کئے جائیں ورنہ انواع واقسام کی عقوبتوں سے مار ڈالے جائیں ۔ پس اس اشتہار کے جاری ہوتے ہی چاروں طرف ایذا رسانی کی آگ شعلہ زن ہوئی خصوصاً افریقہ کے شمالی صوبوں میں تو یہ ایذائیں برداشت سے باہر تھیں ۔ وہاں پر مظلوم مسیحیوں نے طرح طرح کے عذاب سہے ۔ بعض زندہ آگ کی نذر ہوئے ۔ بعض مصلوب کئے گئے ۔ بعض خونخوار درندوں کے

پھڑوائے گئے اور بعض جو رومی حقوق رکھتے تھے تلوار کا لقمہ بنے ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہاں کے حاکم کے سامنے مسیحیوں کی ایک گروہ جن پر یہ الزام تھا کہ وہ مسیحی ہیں اور ہمارے معبودوں کو قربانی نہیں چڑھاتے اور نہ قیصر کی مورت کی قسم کھاتے ہیں ۔ لائی گئی ۔ حاکم نے اُن سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے ؟ اُنہوں نے متانت اور سنجیدگی سے جواب دیا کہ ہاں ۔ پھر حاکم نے کہا کہ "اگر اب بھی تم ہمارے معبودوں کی طرف پھر رجوع لاؤ اور اپنی ضد سے باز آؤ تو ضرور تمہیں قیصر سے معافی ملیگی اور تم شاداں وفرحاں اپنی باقی زندگی بسر کرو گے ۔" اُنہوں نے جواب دیا ۔ "جناب عالی ! ہم قیصر کی مورت کے سامنے قربانی چڑھانے سے ضد یا نمک حرامی کے باعث انکار نہیں کرتے بلکہ ہمارا مذہب اس امر کی مخالفت کرتا ہے کہ ہم کسی فانی شخص کے سامنے قربانی چڑھائیں ۔" حاکم نے کہا ۔ "ہم بھی تو دیندار ہیں اور اپنے مالک قیصر کی مورت کی قسم کھاتے ہیں اور یہ تمہیں بھی کرنی ہو گی ۔" اُنہوں نے جواب دیا ۔ "جناب ہم اس زمین کے کسی حاکم کی کوئی مورت نہیں مانتے ۔ ہم اپنے آسمانی خدا کی جسکی کوئی مورت بنائی نہیں جا سکتی پرستش کرتے ہیں ۔ جو کچھ کہ محصول وخراج قیصر کو دینا واجب ہے ہم کوڑی کوڑی ادا کرتے ہیں کیونکہ ہم قیصر کو اپنا مالک مانتے ہیں ۔ ہمارے خدا کا حکم ہے کہ

ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کے تابعدار رہے ۔ کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو ۔ اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں ۔

لیکن پرستش ہم صرف اپنے خداوند کی جو تمام قوموں کا خدا ہے کر سکتے ہیں کیونکہ صرف وہی غیر فانی ولازوال خدا ہے ۔ جب حاکم نے دیکھا کہ یہ سمجھانے سے ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا تو اس نے اُن سے کہا "میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں کہ اپنی غلطی سے باز آؤ اور اگر اس عرصہ میں تم ہمارے معبودوں کو قربانی چڑھانے پر راضی ہو تو قیصر سے تمہیں کامل معافی ملیگی ۔ لیکن پھر بھی اگر اپنی ہٹ پر اڑے رہے تو قانون

کے مطابق تمہیں سخت سزا دی جائیگی اور تمہارا انجام مقتل پر ہوگا"۔ اور یہ کہہ کر انہیں ایک تنگ و تاریک قید خانہ میں بند کر دیا۔ ان مصیبت زدہ مسیحیوں کے درمیان ایک مشہور شخص فصاحت کا معلم اریمن کا باپ یونیڈیس بھی محبوس تھا۔ اس بزرگ نے اگرچہ بہت زیادہ صعوبت اور اذیت سہی مگر یہ بھی منظور نہ کیا کہ قیصر کی صورت کی قسم کھائے یا بتوں کے آگے قربانی چڑھائے یا تھوڑا سا بخور اس منبع پر ڈالے جو عدالت گاہ کے پاس ہی رکھا ہوا تھا بلکہ بڑے استقلال سے اپنے ایمان پر ثابت قدم رہا۔

اس تکلیف اور ایذا کے موقع پر اس کے بیٹے اریمن نے قید خانہ میں اُسکو ایک خط لکھ بھیجا کہ "اے عزیز باپ! ہم لوگوں کی فکر نہ کرنا اور اپنی ہمت و صبر نہ چھوڑنا"۔ اریمن اگرچہ یہ جانتا تھا کہ میرا باپ اپنی جان بچانے کے لئے ہرگز اپنے منجی کا انکار نہ کریگا۔ لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ میری شکستہ دل والدہ اور ہم سات بھائیوں کی محبت کا اُس پر بڑا اثر ہوگا۔ اس لئے اُس نے اُسے یاد دلایا کہ کس نے یہ فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی ۔ ۔ ۔ ۔ اپنی بیوی یا بچوں کو مجھ سے زیادہ پیار کرے وہ میرے لائق نہیں"۔ خط پانے کے چند گھنٹے بعد یونیڈیس اور اُس کے رفقاء حاکم کے روبرو دوبارہ پیش کئے گئے۔ حاکم نے اُن سے کہا تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ اور اُنہیں پھر اچھی طرح سے جتا دیا کہ تمہارے مسیحی ہونے کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اور اگر تم اپنی غلطیوں کو چھوڑ کر پھر اپنے دین کی طرف رجوع لاؤ تو معاف کئے جاؤ گے۔ اُن سب نے ہم آواز ہو کر بڑے ادب سے جواب دیا کہ "ہمارا فیصلہ وہی ہے جو پہلے تھا یعنی یہ کہ جو باتیں آپ فرماتے ہیں وہ ہماری ضمیر کے خلاف ہیں۔ ہم ایک پتھر کے بُت کو سجدہ نہیں کر سکتے۔ ہم ایک خیالی دیوتا کے سامنے وہ قربانی جو قادر مطلق خدا کا حق ہے چڑھا نہیں سکتے ہم اُن رحمتوں کے لئے جو خدا نے اپنے بیٹے یسوع مسیح ہمارے خداوند و منجی کے وسیلے ہمیں عنایت کی ہیں اُن کیلئے ایک بُت کا شکریہ ادا کر نہیں سکتے۔

بتوں کو چھوڑ کر ہم نے دیا ہے دل مسیحا کو
اُسی کا حکم مانینگے اُسی کی حمد گائینگے"

یہ سنکر حاکم سخت ناراض ہوا اور حکم دیا کہ سب کے سب قتل کئے جائیں سو وہ کشاں کشاں مقتل میں لائے گئے اور جب اُن کے قتل کا وقت آپہنچا تو انہوں نے کلام کرنے کی اجازت مانگی اور اجازت ملنے پر ایک نے تماشائیوں کو یوں مخاطب کر کے کہا۔ بھائیو اور دوستو ہم اس وقت خوشی سے اپنی جان دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ سزا ہمارے کسی جُرم یا گناہ کے باعث سے نہیں بلکہ اس باعث سے ہے کہ ہم نے فانی معبودوں کو قربانی نہیں چڑھائی اور قیصر کی جو محض ایک فانی انسان ہے قسم نہیں کھائی ہے۔ ہم تم سب کے لئے دعائے خیر کرتے اور دل سے چاہتے ہیں کہ تم بے جان بتوں سے پھر کر زندہ خدا کی طرف پھرو ورنہ تو کسی طرح سے بچ نہیں۔ کیونکہ

جب مزا ہم نے سماوی نعمتوں کا چکھ لیا
ایسی راحت پا کے ہو دیں کیوں بھلا دلگیر ہم (داغ)

اس تقریر کے بعد جلاد نے یکے بعد دیگرے ہر ایک کا سر قلم کر کے انہیں شہادت کا تاج پہنایا۔

ہیں مرتے مسیحی جو مسیح میں موت پاتے ہیں
کہ ان کی موت بھی یاد حیات جاودانی ہو (واعظ)

پیارے ہموطنو! ایمان کی اچھی کشتی لڑو۔ ہمیشہ کی زندگی کو پکڑے رکھو جس کے لئے تم بلائے گئے ہو۔

راقمہ (مسز) کے۔ خیراللہ۔ کلارک آباد

لنڈن ۱۳ فروری۔ نئے گورنر بنگال مسٹر ایف ایس جیکسن کو روانگی سے پیشتر کئی دعوتیں دی جا رہی ہیں۔ برٹش انڈین کلب کی طرف سے جو دعوت دی جائیگی اس کے صدر مسٹر بلڈون ہونگے۔

(بندے ماترم)

لائلپور چرچ پلپٹ

جو چیزیں خدا کی ہیں خدا کو دو متی ۲۲:۲۱

فریسی اور صدوقی خداوند یسوع کی آزادانہ اور انقلاب پسند طریقہ تعلیم سے تنگ آگئے تھے۔ کیونکہ مسیح کی تعلیم اُن کی خود نمائی اور خود غرضی اور ظاہرداری کو مجرم ٹھہراتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ہیرودیوں کے ساتھ ملکر ایک دن یہ کوشش کی کہ مسیح کو اس کی اپنی باتوں میں پھنسائیں اور انہوں نے خوب سوچ بچار کر ایک سوال اُٹھایا کہ جس سے انہیں یہ گمان ہوا کہ مسیح ضرور اُن کے پھندے میں آجائیگا۔ سوال یہ تھا کہ آیا قیصر کو جزیہ دینا روا ہے کہ نہیں۔ اور اگرچہ اس سوال سے اُنہوں نے خداوند مسیح سے اُستاد ہونے کی حیثیت میں اُس کی اپنی رائے پوچھی تھی۔ مگر اُن کا مطلب یہ تھا کہ اگر مسیح کہیگا کہ جزیہ دینا چاہئے تو وہ کہینگے کہ تو یہ یہودی نہیں ہے اور نہ یہودیوں کا خیرخواہ ہے اور اگر کہیگا کہ نہیں دینا چاہئے تو اُسی وقت اُسے رومی حکومت سے باغی گردان کر گرفتار کروا لیا جائیگا۔ چنانچہ اس غرض سے وہ مسیح کے پاس گئے اور سوال پوچھا۔ آج ہمارے سبق کے لئے وہ جواب ہے جو مسیح نے اُن شخصوں کو دیا تھا۔ "جو چیزیں قیصر کی قیصر کو دو اور جو چیزیں خدا کی ہیں خدا کو دو"۔ مگر اس جواب کے دینے سے پیشتر ہمارے خداوند نے انہی فریسیوں اور صدوقیوں کو عجیب طور سے قائل کر لیا تھا کہ قیصر کو جزیہ دینا چاہئے۔ اُس نے اُن سے کہا کہ جزیہ کا ایک سکہ مجھے دکھاؤ۔ چنانچہ اُنہوں نے اُسے ایک دینار لا دیا۔ کہ یہ سکہ ہے۔ اُس نے اُن سے پوچھا کہ یہ صورت جو سکہ پر ہے کس کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قیصر کی۔ گویا کہ مسیح نے اُن کو ایک نہایت ہی سادہ طریق سے قائل کر دیا کہ جس کا سکہ رائج ہے اُس کا حق ہے کہ خراج لے۔ حاکم وقت جزیہ طلب کر سکتا ہے۔ جائز اور ناجائز کا سوال ہی نہیں رہتا۔ اس صورت میں رومی لوگوں نے

دیکھو صفحہ ۱۱

نور افشاں

مطبوعہ ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء

مُسلم معاصرین و احباب کا شکریہ

ہم مسلم معاصرین و احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہماری اپیل مطبوعہ ۲۸ جنوری پر مسیحی و مسلم اتحاد کا شور و غلغلہ پیدا کر دیا ہے۔ اور سنہ وآریہ دوستوں کے افسوسناک رویہ پر اظہار نفرت فرمایا ہے خصوصاً ہمعصر اہلحدیث۔ پیغام مسلم رسالہ بلاغ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے ساتھ ہمنوائی کی ہے اور دیگر مسلم اخبارات کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے معاصرین مذکور سے ہماری اپیل کو نقل کیا ہے۔ ان کے سوا ہم جناب ڈاکٹر صادق اور دیگر مسلم احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے بذریعہ خطوط ہماری ہمت افزائی کی ہے۔ ہم سچ مچ امن پسندی کے خلاف نفرت انگیزیوں کی جملہ تحریکوں کے خلاف ہیں۔ جو اصحاب ہمارے مذاہب اور اُن کے بانیوں کے خلاف قابلِ اعتراض تحریرات شائع کر کے فائدہ اٹھانا پسند کرتے ہیں اور خود کسی مذہب و اعتقاد کا پابند رہنا نہیں چاہتے ہیں ہم ہرگز انہیں حق بجانب تسلیم نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ہمارے مسیحی و مسلم احباب اس طرزِ عمل میں آگے کو بھی ہمارا فرور ساتھ دینگے۔

روزنامہ محشر ایران اپنی ۵ اجنوری ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ سمنان کے چند ایرانی تاجروں نے شمالی ایران کے چشموں سے مٹی کے تیل کی برآمدگی کا حکومت ایران سے اجارہ لیا ہے۔ ایران کی یہ پہلی کمپنی ہے جس نے بغیر کسی غیر سلطنت کی امداد کے اس کام کے کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ (انجمن ماترم)

ستیارتھ پرکاش اور آریہ گزٹ کی بدتہذیبی کا جواب

نورافشاں کی اشاعت ۲۰ فروری میں ہم نے بنائی دعوٰی کا بیان کر دیا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث لانا ہر ایک انسانی بچہ کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث لانا ہے۔ اور اس سے وہی مشکلات پیدا ہونگی جو یسوع مسیح پیدائش کے متعلق حمل مادر کو زیر بحث لانے سے پیدا کی جاتی ہیں۔ پس یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر کا معاملہ کوئی ان معنا میں خاص معاملہ نہیں ہے۔ جو بالکلیہ یسوع مسیح کی پیدائش پر محدود و مسدود ہو۔ بلکہ انسانی تولد و تناسل کے سلسلہ میں رحم مادر میں جو قدرت الٰہی معجزات کرتی آئی ہے اس سلسلہ کے معجزات میں یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر ایک نہایت عظیم الشان معجزہ ہے۔ اس وجہ سے ہمارا دعوٰے ہے کہ

مادی عالم میں زندگی کا رونما ہونا خدائی کام ہے جس کا نام معجزہ ہے۔ حمل اور عالم مادی کا ایک جزو عظم ہو جس میں زندگی رونما ہوتی ہے۔ پس حمل مادر میں زندگی کا رونما ہونا خدائی کام ہے جسکا نام معجزہ ہے۔

تفصیل دعوٰے

ہم مسیحی عقل و نقل کی بنا پر اس بات کے معتقد ہو چکے ہیں کہ عالم مادی یا عالمِ دینی میں معجزات ہوتے رہتے ہیں۔ مردہ اور بے جان مادہ میں مختلف مدارج میں زندگی کا ظہور ہوتا رہتا ہے مختلف اجسام کی مختلف حالتوں میں مختلف انداز سے زندگی میں عقل و فکر کا ظہور بھی ہوتا ہے اس مختلف انداز کی عقل و فکر کے ظہور سے مختلف قسم کے حیرت انگیز نتیجے اور کام بھی ہوتے رہتے ہیں۔ پس ہم دینی کی تمام مشینری کا دستہ کسی ایسے قادر و دانا اور حکیم ہستی کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس مشینری کو اپنی مرضی کے موافق چلا کر اپنی ہی مرضی کے موافق نتائج پیدا کرتی رہتی ہے۔ حمل مادر بھی اس مشینری کا ایک پرزہ ہے جہاں سے مختلف

اجسام و مختلف قوائے ذہنی و اخلاقی و روحانی کی ہستیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک خداوند یسوع مسیح کی ہستی ہے۔ پس عالم دینی معجزات کے وقوع و ظہور کا عالم ہے۔ جب تک ہمارا کوئی مخالف ہمارے اس دعوے کا انکار کر کے اس کے خلاف کو ثابت نہ کرے۔ تب تک وہ خداوند یسوع مسیح کی معجزانہ پیدائش پر معترض ہونیکا ہرگز حق نہیں رکھتا ہے۔

اب ہم اپنے معزز ہمعصر سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ کے سوامی نے اور آپ کے نام نہاد جرنلسٹ صاحب نے ہمارے دعوٰے مذکور کی جو تردید کی ہے اُسے پیش کیجئے۔ اگر نہیں کی تو تردید کر کے دکھائیے تاکہ ہمیں بھی آپ کی عقل و فکر کے نتائج کی فضیلت کا اعتراف ہو

ہمارے دعوٰیکا ثبوت

قدرت نظام خلقت میں ہر ایک امکان سے فائدہ اُٹھاتی رہتی ہے۔ ہمارے مخالفوں نے تو یہاں تک تسلیم کر لیا ہے کہ سلسلہ پیدائش میں قدرت نے اپنے مدعا کی تکمیل رحم مادر سے باہر بھی کر لی تھی۔ غرضیکہ یہ امر مسلم ٹھہرا کہ سلسلہ پیدائش میں قدرت کسی امکان کو ضائع نہیں کرتی ہو رحم مادر میں ایک امکان ہے کم از کم اس کی بابت ہم یہ نہیں دعوٰے کر سکتے کہ سلسلہ پیدائش میں وہ امکان ہمیشہ سے عبث چلا آیا ہے۔ کیونکہ سلسلہ پیدائش میں کسی امکان کا عبث ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ہو۔ اسلئے سلسلہ پیدائش میں اگر قدرت معجزانہ طور سے حمل مادر کو پیدا کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ وہ امکان حالت خواب میں کسی رحم مادر کا حاملہ ہو جانا ہے

اگر سلسلہ پیدائش میں قدرت الٰہی نے اس امکان سے کبھی فائدہ اُٹھایا ہو تو اُس کا نتیجہ رحم مادر میں یسوع مسیح کا حمل میں آنا ہو سکتا ہے۔

اس کے سوا ہماری انجیل اور مسلمانوں کے قرآن میں جو بیان خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق آیا ہے وہ ہرگز امکان مذکور کے خلاف نہیں ہے بلکہ موافق ہے اگر کہا جائے کہ ایسی حالت میں اور بھی انسان پیدا ہو سکتے ہیں تو ہمیں اس امکان سے انکار کرنے کی ضرورت نہیں

لیکن ہم ایک بات جانتے ہیں کہ بائبل اور قرآن نے صرف ایک ہی حمل اور کا بیان کیا ہے غیر مسیحی و غیر مسلم دنیا نے بھی آجتک سوا مسیح کا مثل پیش نہیں کیا ہے۔

اگر کہا جائے کہ یہ ثبوت نہیں صرف امکان ہی ہے تو اس کی بابت اس قدر گذارش ہو کہ ثبوت تو تخم انسانی سے حمل ٹھیرنے میں بھی بہم پہنچانا محالات سے ہے معجزانہ حمل اور کے لئے امکان کا ثبوت دیا جا سکتا ہے اور وہ ہم نے پیش کر دیا ہے۔ (باقی آئندہ)

غزل

ازقلم ایم۔ آر۔ جبیس صابر۔ اوورسیر

مجھکو میرا مسیحا آکر جگا رہا ہے — پہچان راہِ حق کی مجھکو بتا رہا ہے
اس حد تک رسوا مجھکو کیا لعین نے — گرنا نہ تھا جو مجھکو مجھ سے گرا رہا ہے
آکر خبر لے میری اے محسنِ حقیقی — تیرے بغیر مجھکو شیطاں ستا رہا ہے
ہو تھام میرا بیڑا غرقاب ہو نہ جائے — طوفاں میرے گناہ کا لہروں پہ آ رہا ہے
کس کا گلا کروں میں کس کس کو رو کے بیٹھوں — میرا کیا ہوا ہی میرے آگے آ رہا ہے
کچھ سوچ دل میں عاصی رہنے کی کیا یہ جا ہو — جاتا کوئی ادھر ہے اور کوئی آ رہا ہے
عاصی گنہگار ہوں بندہ ہوں عبد خاکی — میرا ضمیر مجھکو ہر دم جتا رہا ہے
کیونکر نہ شادماں ہوں جبکہ وہ میرا منجی — پہلوئے دل میں میرے جلوہ دکھا رہا ہے
ہر جا ہے نور تیرا ہر جا پہ تو ہی تو ہے — آنکھوں میں میری تو ہی دل میں سما رہا ہے
تو ہے رحیم شاہا غفار نام تیرا — رحمت کا اپنی ہم پہ دریا بہا رہا ہے
بخشے گناہ ہیں میرے رحمت سے اپنی تجھ نے — صابر بعجز و زاری سر کو جھکا رہا ہے

بنام مسیحی جوانانِ ہند

جوانوں کو بھی نصیحت کر کہ وہ ہوشیار رہیں۔ ططس ۲: ۶۔

عزیز جوانو! یہ مضمون کسی جوان کو رنج دلانے والا نہیں ہو بلکہ ایک صلاحکار دوست بنکر خدا کے پاک کلام کے موافق بعض خطرناک حالتوں سے آگاہ ہی کرنے والا ہے جنکی میں نے بھی ایام جوانی میں خود تعلیم حاصل کی اور اب بھی مجھ کو اس کی کمال ضرورت ہے۔ اس لئے میرے مسیحی نوجوانو میں نے مناسب سمجھا کہ رسول موصوف کے ان مذکورہ الفاظ پر خصوصاً جو اس نے نوجوانوں کے لئے تحریر فرمائے کچھ لکھوں۔

عزیز جوانو جس طرح کلام خدا یعنے انجیل کی باتوں پر غور کرنا ہر ایک مسیحی کا فرض ہے۔ اسی طرح سے مقدس پولوس رسول کے ان الفاظ پر بھی جو اس نے ططس کو الہام کے ذریعے تحریر فرمائے۔ ہم کو بھی اس نصیحت پر دھیان کرنا ضروری ہے۔ اور یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ططس ایک انجیل سنانے والا شخص تھا۔ جو غیر قوموں میں سے مسیحی ہوا تھا۔ اور گمان غالب ہے کہ وہ انطاکیہ کا رہنے والا اور رسول پولوس کی منادی سے مسیح پر ایمان لایا تھا۔ اس سبب سے رسول قرنت کے بھائیوں کے ساتھ ایسے طور پر اس کا ذکر کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا بہت پیارا اور عزیز تھا ۲ قرنتیوں ۸: ۲۳ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی ططس کی بابت دریافت کرے تو وہ میرا شریک اور تمہارے واسطے میرا ہمخدمت ہے۔ اور علاوہ اس کے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پولوس نے ططس کو قرنت میں اس لئے چھوڑا تا کہ باقی چیزیں درست کرے اور بزرگوں کو شہر بشہر مقرر کرے۔ ططس ۱: ۵۔

نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے ططس کو یہ خط لکھا تا کہ وہ اس جزیرے کی جماعتوں کے لئے ططس کا ایک ہدایت نامہ ٹھہرے اور وہ جماعتوں میں اس الہامی خط کو دیکھکر اس سے فرمانبردار ہو دیں۔

آیت مذکورہ سے خاص غرض یہ ہے کہ نوجوانوں کو اُن کے خطروں سے بیدار کیا جائے اور نہ صرف ططس کے خط میں جوانوں کے لئے پولوس نصیحت کرتا ہے بلکہ اس بات کو یاد رکھئے کہ کلیسیا کے نگہبان اور بڈھوں اور عورتوں و نوکر وغیرہ کو بھی بکمال حلیمی سے نصیحت کرتا ہے تا کہ وے ساری باتوں میں ہوشیار رہیں۔

جیسا کہ آدم اور حوا کے حال سے ناظرین بخوبی واقف ہیں کہ وے ایام جوانی میں اس ملعون شیطان کی فطرت اور دغابازی میں آ کر کے گناہ میں پھنس گئے۔

پس میرے بھائیو شیطان کی فطرت اور دغابازی سے ہر ایک مسیحی کو ہوشیار اور خبردار رہنا چاہئے۔ اور یاد رکھئے کہ اگر ہم غافل رہے تو میرے دوستو یقین کر جاؤ کہ وہ ضرور پکڑیگا اور آدم کی طرح ہم کو بھی برباد کریگا۔ اس لئے عزیزو شیطان کا مقابلہ کرو کہ وہ تم سے بھاگ نکلیگا۔ مسیحی جوانو! آؤ۔ نہایت عمدہ اور بیش قیمت زمانہ ہو اس لئے واعظ اپنی کتاب میں وصیت فرماتا ہو کہ اپنی جوانی میں اپنے خالق کو یاد رکھو اور یہ بھی یاد رکھئے کہ جوانی کے دنوں میں ہر ایک جوان اپنی اور اپنے خاندان کے لئے ہر دو جہان کی بھلائی اور بہبودی کے لئے سب کچھ کر سکتا ہے۔ یعنے اس جہان میں عزت و نیک نامی اور آنے والے جہان میں ہمیشہ کا آرام اور ابدی خوشی۔

میرے جوانو! یہ زمانہ نوجوانوں کے لئے بڑا ہی خطرناک زمانہ ہے۔ اور جو شخص اس خطرناک زمانہ میں غافل رہا تو وہ اپنی اور اپنے خاندان کی اس دنیا میں بربادی کر کے آنے والے جہان میں ہمیشہ کا عذاب اُٹھائیگا مگر میرے مسیحی نوجوانو۔ خدا ایسا نہ کرے کہ ہمارے مسیحی نوجوانوں میں سے کوئی ایسا ہووے۔

کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جوانی کے ایام میں شیطان زیادہ موقع ڈھونڈھتا پھرتا ہے کہ کس کو پائے اور پھاڑ کھائے مجھ کو ایک مثال اس وقت یاد آگئی جسکا ذکر کرنا میں مناسب سمجھتا ہوں۔

ایک بکری تھی اور اس کے دو بچے تھے۔ جو اس کے بہت پیارے تھے۔ جب وہ باہر جایا کرتی تھی تو اپنے بچوں کو ہمیشہ یہ کہہ جایا کرتی تھی کہ اندر کی طرف سے دروازہ خوب بند کر لو اور میرے آنے پر کھولو۔ ایک دن جب وہ باہر جنگل میں چرنے گئی تو بچوں نے دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ بچوں نے کہا کون۔ بھیڑئے نے جواب دیا تمہاری اماں بچوں نے کہا ہماری اماں تو ابھی باہر گئی ہے بھیڑیا کہتا ہے کہ بارش ہو رہی ہے اسلئے جلد آگئی ہوں۔ غرض بچوں نے دروازہ کھولدیا اور موذی بھیڑئیے نے بچوں کو پھاڑ کھایا۔ (باقی آئندہ)

کتب عہد عتیق کی صحت پر ایک محققانہ نظر

پس جب ہم مشاہیر اساتذہ کی تصنیفات اور قرآنِ عثمانی کی کتابت وغیرہ کی غلطیوں کے انباروں کے انبار عبرانی کتب مقدسہ کی چند لغزشوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو ہم پر عیاں ہوجاتا ہے کہ عبرانی کتب مقدسہ کی نقل نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے کی جاتی تھی اور ان نسخوں میں شاذونادر ہی کوئی ایسی اہم غلطی واقع ہوئی ہے جس سے مطلب ایسا خبط ہوجائے کہ اصل کے مطالب اور معانی مفقود ہوجائیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ جس طرح عبرانی کتب مقدسہ جیسی قدیم اور ضخیم کتابیں پشت بہ پشت نقل کی گئیں ہیں۔ اسی طرح روئے زمین کی کوئی پرانی یا مذہبی کتاب صحت کے ساتھ نقل نہیں کی گئی ہیں۔ اگرچہ عبرانی کتب مقدسہ میں سہو کاتب موجود ہے اور مختلف ازمنہ اور ممالک میں نقل ہوتے وقت غلطیاں رہ گئی ہیں تاہم نسخوں کی غلطیاں ایسی نہیں ہیں جنکی وجہ سے کوئی محقق یہ کہہ سکے کہ اب وہ پایۂ اعتبار سے گرگئی ہیں اور اس قابل نہیں رہیں کہ وہ معتبر گردانی جائیں۔

عبرانی کتبِ مقدسہ کے نسخے

عبرانی کتبِ مقدسہ کے موجودہ نسخوں کا شمار دو ہزار کے قریب ہے۔ یہ نسخہ جات مختلف اشیا پر لکھے ہیں اور مختلف حالتوں میں محفوظ ہیں۔ کوئی نسخہ اچھی حالت میں ہے۔ کوئی بُری حالت میں۔ کوئی پھٹا ہوا ہے۔ کسی کے الفاظ مشکل نظر آتے ہیں۔ اور کوئی ایسا ہے کہ گویا ابھی لکھا گیا ہے۔ یہ نسخے مختلف ممالک سے دستیاب ہوئے ہیں۔ ملکِ کنعان کی ارضِ مقدس۔ بابل کی سرزمین۔ مشرق بعید۔ براعظم افریقہ۔ بحر ہند کے جزائر۔ غیر اقوام کے ممالک کے کتب خانوں اور اطالیہ اور ہسپانیہ کے ممالک سے۔ چین اور مالابار (ہندوستان) کے یہودی ربیوں سے اور کتبِ مقدسہ کے مدفنوں سے (جہاں اہلِ یہود ان کو دفن کردیتے تھے)۔ یہ نسخہ جات دورِ حاضرہ میں دستیاب ہوئے ہیں۔

جب ہم ان نسخوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو دو امور ہم پر عیاں ہوتے ہیں۔

اوّل۔ یہ نسخہ جات تقریباً ایک ہزار سال سے زیادہ پُرانے نہیں ہیں۔ اس امر میں عہدِ جدید کی کُتب کے نسخوں کو فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ ان کتب کے نسخہ جات تیسری صدی مسیحی تک مل سکتے ہیں۔ لیکن اگرچہ عہدِ عتیق کی قدیم کتابیں قریباً تین ہزار سال ہوئے لکھی گئی تھیں۔ ان کے نسخے جو ہمارے پاس موجود ہیں صرف ایک ہزار سال پُرانے ہیں یعنی محمود غزنوی کے حملوں سے زیادہ قدیم نہیں ہیں۔

اس کی چند وجوہ ہیں۔ جو ہم مختصر طور پر یہاں لکھتے ہیں (۱) قرونِ وسطیٰ میں اور بالخصوص صلیبی جنگوں کے زمانہ میں متعصب مغربی مسیحی اہلِ یہود سے نفرت اور کینہ رکھتے تھے اور انہوں نے کتب مقدسہ کے بہت نسخے اور بالخصوص تورات کے نسخے نذرِ آتش کردیئے (۲) اہلِ یہود کا یہ دستور تھا (اور یہ دستور دورِ حاضرہ میں بھی مروج ہے) کہ کتب مقدسہ کے نسخے جو کسی وجہ سے استعمال کے قابل نہ رہتے تھے بڑے ادب سے دفن کردیئے جاتے تھے تاکہ خدا کا کلام بے ادبی سے محفوظ رہے اور گلی کوچوں میں پاؤں کے نیچے نہ روندا جائے۔ اس غرض کے لئے ہر یہودی عبادت خانہ کے ساتھ ایک مدفن ہوتا تھا اور نہایت معمولی عیوب کی وجہ سے بھی نسخے دفن کردیئے جاتے تھے۔ مثلاً اگر کسی صفحہ پر کاتب کی تین غلطیاں بھی مل جاتیں تو وہ صفحہ احتیاطاً دفن کردیا جاتا۔ عبادت خانوں کے نسخہ جات جو روزانہ تلاوت کے باعث پھٹ جاتے تھے دفن کردیئے جاتے تھے۔ اہلِ یہود میں دستور تھا کہ کلام اللہ کے جس حصہ کو روزانہ پڑھتے اُس کے شروع اور آخر کے الفاظ کو بوسہ دیتے اور اس طرح مدتِ مدید کے بعد یہ الفاظ مٹ جاتے یا بخوبی نظر نہ آتے تھے۔ اہلِ یہود ایسے نسخہ جات کو بھی دفن کردیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس کتب عہدِ عتیق کے پرانے نسخے موجود نہیں ہیں اور جو موجود بھی ہیں وہ تقریباً سب کے سب یا تو غیر اقوام کے دارالعلوم اور کتب خانوں سے یا انہی یہودی دفن گاہوں سے دستیاب ہوئے ہیں۔

دوم۔ یہ تمام نسخہ جات جو دورِ حاضرہ میں ہم کو دستیاب ہوئے ہیں تقریباً لفظ بلفظ اور حرف بحرف ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور شاذونادر ہی ان دو ہزار نسخہ جات میں (جو ہم کو مختلف ممالک سے ملے ہیں اور مختلف ازمنہ میں مختلف کاتبوں کے ہاتھوں لکھے گئے ہیں) کوئی اختلاف ہم کو ملتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کاتب نے کسی لفظ پر کسی خاص وجہ سے کوئی نشان لگادیا تو مابعد کے کاتبوں نے اس نشان کو بھی نقل کردیا ہے مثلاً پیدائش ۳۳: ۴ میں ہے "عیسو اس کو (یعنی یوسف کو) ملنے دوڑا اور اُسے گلے لگایا اور اُس کی گردن سے لپٹا اور اُسے چوما"۔ قدیم زمانہ میں کسی کاتب نے الفاظ "اُسے چوما" پر نقطے لگادیئے اور یوں لکھدیا "اُسے چوما"۔ مابعد کے کاتبوں نے ایسی صحت کے ساتھ اس نسخہ کو نقل کیا کہ آجتک ہماری عبرانی بائبل میں ان الفاظ پر یہ نقطے چھاپے جاتے ہیں اور کوئی نہیں بتا سکتا کہ ان نقطوں کا کیا مطلب ہے۔ ایک یہودی ربی کا قول ہے کہ عیسو نے یوسف کو چومتے وقت دانتوں سے کاٹا تھا اور یہ نقطے اُس کے دانتوں کے نشان ظاہر کرتے ہیں۔ بہر حال یہ دو ہزار نسخے اس قدر صحت کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں کہ اُن کے نقطے اور شوشے بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان نسخوں کے متن کے الفاظ وہی ہیں جو کتب عہدِ عتیق کے مصنفین نے لکھے تھے یا ان الفاظ میں ایسی تبدیلی واقع ہوگئی ہے کہ اب وہ اُن انبیا اللہ اور مصنفین کی کتب کہلانے کی مستحق نہیں ہیں۔

کتب عہدِ عتیق کے متن کی صحت کی تحقیق

اب ہم اس امر کی تحقیق کرینگے کہ (الف) آیا موجودہ عبرانی کتب کے متن کے الفاظ بجنسہٖ وہی ہیں جو ان کتب کے مصنفین نے تحریر کئے تھے یا نہیں اور (ب) اگر نہیں تو ہم ان غلطیوں کو کس طرح معلوم کرسکتے ہیں جو انبیاء اور دیگر مصنفین کے الفاظ میں داخل ہوگئی ہیں۔ پہلے سوال کی تحقیق کے لئے ہم یہودی تاریخ کو چار زمانوں میں تقسیم کرکے

یہ معلوم کرنے کی کوشش کریگے کہ کیا ان میں سے کسی زمانہ میں کتب کے متن میں کوئی فتور واقع ہوا ہے یا نہیں۔

اوّل۔ ابتدائی زمانہ یعنی حضرت موسےٰ سے لیکر حضرت عزرا تک (سنہ [illegible] قبل مسیح)

دوم۔ حضرت عزرا اور فقیہوں کا زمانہ۔ یعنی ہیکل کی تباہی تک (سنہ [illegible])

سوم۔ تالمودی زمانہ (سنہ [illegible] تک)

چہارم۔ ماسوراہی زمانہ (سنہ [illegible] تک)

اوّل۔ ابتدائی زمانہ حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت عزرا تک (سنہ [illegible] قبل مسیح)

(۱)

اس ابتدائی زمانہ کی بابت ہم کو صرف کتب کی اندرونی حالات سے ہی واقفیت ملتی ہے۔ لیکن خارجی ذرائع سے ہم کو کچھ پتہ نہیں ملتا۔ پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ..... ہم خود ان کتب سے متن کی صحت کی نسبت کیا معلوم کر سکتے ہیں۔

جب ہم ان کتب کو غور سے پڑھتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں نسخے قدیم عبرانی حروف میں پارچہ جات پر طومار کی شکل میں لکھے جاتے تھے (یرمیاہ ۳۶: ۱۴، زکریاہ ۵: ۱) اور وہ نہایت ادب اور عزت سے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ مثلاً جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکھ چکا اور وہ تمام ہوئیں تو موسےٰ نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھاتے تھے۔ فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل میں رکھو (استثنا ۳۱: ۲۴ تا ۲۶) پس کتب مقدسہ قدس الاقداس میں محفوظ رکھی جاتی تھیں۔ اور ہر ساتویں سال لفظ بلفظ پڑھی جاتی تھیں (یشوع ۸: ۳۵) علاوہ ازیں شاہان اسرائیل تخت نشینی کے بعد اپنے ہاتھ سے قدس الاقداس کے نسخہ کی نقل کیا کرتے تھے۔ (استثنا ۱۷: ۱۸) اور یہی نسخہ تاجپوشی کے وقت شاہان اسرائیل کے ہاتھوں میں رکھا جاتا تھا (۲ سلا ۱۱: ۱۲- ۲ تواریخ ۲۳: ۱۱)

مسیح) بائے کلیسیا طرطولین۔ ایپی فنیس اور اگسطین ہم کو بتاتے ہیں کہ علاوہ توریت کے باقی کتب مقدسہ بھی قدس الاقداس میں رکھی جاتی تھیں۔ اور یہودی مورخ یوسیفس اس بات کی تائید کرتا ہے اور کتاب مقدس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ یشوع ۲۴: ۲۶۔ ۱ سمو ۱۰: ۲۵) پس ابتدا میں خدا کے خیمہ میں اور پھر ہیکل میں کتب مقدسہ کے نسخے رکھے جاتے تھے اور انبیا زادوں کے مدرسوں میں نایتھ۔ جلجال اور بیت ایل وغیرہ میں ان کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی (۱ سمو ۱۹: ۱۹-۲۰- ۲ سلا ۲: ۳-۵- ۴: ۳۸- ۶: ۱ وغیرہ) یہ انبیا زادے یہودی قوم کے شاعر مورخ اور زبور نویس اور مصنف تھے ہوسیع اور یوناہ کی کتابوں نے انہی مدرسوں میں جنم لیا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ انبیازادے کتب مقدسہ کی نقل ضرور کرتے ہونگے اور متن کے الفاظ کی صحت کے محافظ ہونگے۔ حزقیاہ بادشاہ کے دنوں میں بالخصوص کتب مقدسہ کی حفاظت کی گئی اور ان کا مطالعہ نہایت صحت کے ساتھ کیا گیا (۲ تواریخ ۳۰: ۲۲ و ۳۱: ۴) انہوں نے سلیمان کی امثال کی کتاب نقل کی (امثال ۲۵: ۱) انہوں نے ہیکل کے زبوروں کے طوماروں کے انبار کا ملاحظہ کیا۔ ہم اس انبار کا کچھ اندازہ کر سکتے ہیں جب ہم یہ پڑھتے ہیں کہ گانے والوں کی تعداد دو سو اٹھاسی تھی (۱ تواریخ ۲۵: ۷) اس انبار میں سے انہوں نے داؤد اور آسف کے زبوروں کو چنا (۲ تواریخ ۲۹: ۳۰) اس بادشاہ کے زمانہ میں اسرائیلی مذہب کو بڑا فروغ حاصل ہوا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ یہودی کتب مقدسہ اس زمانہ میں کس تعظیم و احترام کی نظر سے دیکھی اور پڑھی اور نقل کی جاتی ہونگی۔ اس کے جانشین مرتد منسے کے زمانہ میں کتب مقدسہ کی بے حرمتی کی جاتی تھی۔ لیکن کوئی سلیم الطبع شخص یہ کہنے کو تیار نہ ہوگا کہ اس زمانہ میں کتب مقدسہ میں تحریف یا فتور واقع ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس عہد میں کتب کی تباہی اور بربادی کا خدشہ تھا نہ کہ ان کے محرف ہونے کا۔ بلکہ گمان غالب یہ ہے کہ ایسے بادشاہ کے عہد میں کتب مقدسہ کی نقلیں بہت کم ہوئی ہونگی۔ لہٰذا اس زمانہ کی کتابت کی غلطیوں کا امکان یا کتب مقدسہ میں تحریف کا واقع ہو جانا ایک موہوم امر ہے۔

(۲)

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اسرائیلی انبیا اہل یہود کی خطاؤں اور گناہوں کو ہمیشہ ان پر جتاتے رہے اور ان کو ملامت کرتے رہے۔ لیکن انہوں نے کبھی اپنی امت پر یہ الزام نہ لگایا کہ تم نے کتب مقدسہ میں فتور اور کلام اللہ کو محرف کر دیا ہے۔ حالانکہ اگر اس ابتدائی زمانہ میں کتب مقدسہ میں تحریف ہو گئی ہوتی تو انبیا جو مامور من اللہ تھے اس امر کے لئے بنی اسرائیل کو ضرور ملامت کا نشانہ بناتے۔

(۳)

لیکن کیا اس ابتدائی زمانہ میں کتابت کی وجہ سے کتب مقدسہ کے الفاظ میں غلطیاں پیدا ہوئیں۔ اس سوال کا جواب بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کا کوئی نسخہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے لیکن درحقیقت اس سوال کا جواب ناممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس ابتدائی زمانہ کے آخر میں کتب مقدسہ کا ایک نسخہ باقی تمام نسخہ جات سے علیحدہ ہو گیا تھا اور مابعد کے زمانہ میں کنعان کے یہودی نسخہ جات سے اس کا قطع تعلق رہا۔ یہ نسخہ **توراتِ سامری** ہے۔ جو یہودی تورات سے اس زمانہ کے آخر سے تا حال الگ ہی رہا ہے۔ کیونکہ یہودی سامریوں سے کسی طرح کا برتاؤ نہیں رکھتے تھے۔ (یوحنا ۴: ۹) چونکہ دونوں اقوام میں سخت دشمنی اور عناد تھا لہٰذا یہ سامری تورات یہودی تورات سے علیحدہ ہی رہی۔ پس سامری تورات اور یہودی تورات کا مقابلہ کرنے سے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ موجودہ تورات مقدس کے متن کے الفاظ وہی ہیں جو اس کے مصنفین نے لکھے تھے یا نہیں۔ اور جب ہم ان کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہم پر عیاں ہو جاتا ہے کہ باستثنائے چند الفاظ و فقرات



ان دونوں کے الفاظ لفظ بلفظ اور حرف بحرف ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور جو الفاظ اور فقرات مختلف ہیں وہ نسخوں میں کتابت اور دیگر وجوہ کے سبب سے ہیں پس ان دونوں نسخوں کے مقابلہ کرنے سے ہم پر یہ منکشف ہو جاتا ہے کہ ہماری موجودہ توریت تقریباً لفظ بلفظ وہی ہے جو ابتدائی زمانہ کے آخر میں موجود تھی اور اس میں کوئی ایسا فرقِ عظیم نہیں آیا جس کے سبب ہم یہ کہہ سکیں کہ اب موجودہ یہودی کُتبِ مقدسہ وہی نہیں ہیں جو اُن کے مصنفین نے لکھی تھیں ۔

۴

علاوہ ازیں ایک اور طریقے سے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ آیا عبرانی کتب مقدسہ میں دیدہ و دانستہ اہل یہود نے تحریف کی ہے یا نہیں اور ان کے الفاظ کو ادل بدل کیا ہے یا نہیں ۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ابتدائی زمانہ میں بعض الہامی کتابوں کے حصص کا دوسرے ملہم مصنفوں نے اپنی کتابوں میں اقتباس کیا ہے ۔ مثال کے لئے ذیل کے حصص ملاحظہ ہوں ۔

(۱) ۲ سموئیل ۲۲ باب اور زبور اٹھارہواں

(۲) زبور ۱۴ " " ۵۳

(۳) ۱ تواریخ ۱۶: ۸-۲۲ " " ۱۰۵: ۱-۱۵

(۴) " " ۱۶: ۲۳-۳۳ " " ۹۶

(۵) ۲ سلاطین باب ۱۹ و ۲۰ " یسعیاہ ۳۷ و ۳۸

(۶) " باب ۲۵ " یرمیاہ ۵۲

(۷) یسعیاہ باب ۱۵ و ۱۶ " " ۴۸

مذکورہ بالا نسخے نمونۃً از خروارے نقل کئے گئے ہیں اگرچہ ایسے تقریباً سو مقامات موجود ہیں ۔ ان مقامات کا مقابلہ کرنے سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے الفاظ بعض اوقات مختلف ہیں ۔ کیونکہ بعد کی کتب کے الہامی مصنفین نے اقتباس کرتے وقت اپنے حالات اور مطلب کے موافق اپنی کتب میں نقل کرتے وقت ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ یا ایک فقرہ کی جگہ دوسرا فقرہ لکھ دیا اور یوں کتب مقدسہ میں ایک ہی عبارت کے مختلف الفاظ ہو گئے اب ما بعد کے زمانہ میں کتب مقدسہ کے نقل کرنے والے اگر چاہتے تو ان الفاظ کے اختلافات کو نقل کرتے وقت مٹا سکتے تھے اور یوں ایک ہی عبارت کے الفاظ کو اصل اور اقتباس دونوں جگہ یکساں کر سکتے تھے لیکن اُنہوں نے ایسا ہرگز نہ کیا اور مختلف انبیاء کے مختلف صحائف کے اختلافِ الفاظ کو برقرار رکھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس ابتدائی زمانہ میں عبرانی کتب مقدسہ کے نقل کرنیوالوں نے دیدہ و دانستہ کبھی اپنے انبیاء کی کُتب کے الفاظ و معنی بدلا حالانکہ وہ اس آزمائش میں پڑ کر لغزش کھا سکتے تھے ۔ اس لغزش کی مثالیں ہمیں قرآنِ عربی کے بعض کاتبوں میں ملتی ہیں ۔ بخوفِ طوالت ہم یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں

سورۂ انفصال آیت ۹ موافق ترجمہ عبدالقادر یہ ہے جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو پہنچا تمہاری پکار کو کہ میں مدد بھیجونگا تمہاری ہزار فرشتے لگاتار آنے والے ۔ لیکن سورہ عمران آیت ۱۱ میں یہ ہے ۔ ابھی ہو چکا ہے تم کو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ۔ ایک فوج ہے جو لڑتی تھی اللہ کی راہ میں اور دوسری منکر ہے یہ دیکھتے اپنی دو برابر صریح آنکھوں سے ۔ اور بیضاوی لکھتا ہے کہ فوج مشرکین مکہ کے قریب ایک ہزار کے تھی اور فوج مسلمانوں کی قریب تین سو انیس کے تھی ۔ لیکن بوجہی مشرکین کو فوج اہلِ اسلام کی اپنے سے دگنی معلوم ہوئی اور اس کا باعث موافق عقیدہ اہلِ اسلام کے یہ تھا کہ فرشتوں نے اہلِ اسلام کی مدد کی لیں ظاہر ہے کہ فرشتے عدد میں کم سے کم قریب دو ہزار کے ہونے چاہئیں تاکہ وہ ہزار کفار سے دگنے معلوم ہوں ۔ لیکن انفصال آیت ۹ میں . . . فقط ہزار فرشتے مذکور ہیں ۔ پس یہ نقیض پیدا ہوئی اور لازم پڑا کہ سورۂ عمران کی آیت یازدہم اور حدیث وغیرہ کو مطابق سورہ انفصال آیت ۹ کے کریں اور یہ نہیں ہو سکتا ۔ الا ایک صورت میں اور وہ یہ کہ قرآن کے لفظ ایک ہزار کو جمع کر کے ہزاروں میں تبدیل کر دیں ۔ چنانچہ زیرک علمائے اہلِ اسلام نے ایسا ہی کیا جیسا کہ بیضاوی اپنی تفسیر سورہ انفصال آیت ۹ میں لکھتا ہے ۔ وقرئ بالاف لیوافق ما فی سورہ آل عمران یعنی بعض نے پڑھا ہے ساتھ ہزاروں کے تاکہ موافق اس کے ہو جو سورۂ آل عمران میں ہے ۔ اصل لفظ متن قرآن میں الف تھا جس کے معنی ایک ہزار ہیں پس اس لفظ کو الاف سے بدل لیا جس کے معنی ہزاروں یا ہزارہا ہیں ۔ اور باعثِ ارتکاب اس حرکت کا یہ تھا کہ قرآن کے دو مقاموں میں اختلاف تھا ان میں موافقت ہو جائے ۔" (تحریف القرآن صفحہ ۵۶)

ریویو

بر کتاب وید قرآن و بائبل کی دعائیں

جناب مسٹر آر ۔ اے ۔ ارٹن صاحب کی مہربانی سے آج ایک کتاب وید قرآن اور بائبل کی دعائیں مصنفہ جناب پادری سلطان محمد خاں صاحب مطالعہ میں آئی ۔ یہ کتاب جس طرح باعتبار ظاہر یعنی لکھائی چھپائی وکاغذ نہایت خوشنما و دلفریب ہے ۔ اسی طرح باعتبار باطن اس کے مضامین بھی نہایت متین ۔ مدلل ۔ مہذب ۔ لطیف اور دلپسند ہیں تعصب کے گرد وغبار سے اس کا متن پاک ہے ۔ صاف باطن صوفی کی طرح بالکل صاف ہے ۔ ہمیں حیرت ہے کہ اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ مذہبی دنیا کے مذہبی ۔ اور خصوصاً مرزائیوں اور سماجیوں نے تنقیص کا بہترین معیار یہی دوسرے مذہبی پیشواؤں کو گالیاں دینا ۔ دلآزاری کرنا اور اُن کی مقدس کتاب کا خاکہ اڑا رکھا ہے ۔ معزز پادری صاحب باوجود وید قرآن اور بائبل کی دعاؤں کا مقابلہ کرنے کے اخلاق و تہذیب سے ایک قدم نہ ہٹے ۔ آپ کا مذہبی رسیوں اور پیغمبروں کا ذکر نہایت احترام و اکرام سے کرنا وہ خوبی ہے جس کا اعتراف مذاہب ثلاثہ کے تمام منصف اور اہلِ علم کو کرنا پڑیگا ۔ میں نہایت خوش دلی اور ذوق طبعی کے ساتھ ان کو اس اخلاقی جرأت پر مبارکباد دیتا ہوں ۔

کاش ہمارے بھائی قادیانی اور سماجی آپ کی اس روش سے سبق حاصل کریں تاکہ ہندوستان آئے دن کے فسادوں سے نجات حاصل کر کے حقیقی معنوں میں ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان جنت نشان بنجائے اور ہندوستانیوں کو آئے

دن کے جنگ و جدال سے چھٹکارا نصیب ہو۔ میں نہایت ادب کے ساتھ مذہبی دنیا سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو خرید کر قابل مصنف کی حوصلہ افزائی کریں اور خود اپنے ثلاثہ ویدک دھرم۔ عیسائیت اور اسلام کی مفید اور مستند معلومات سے مستفید ہوں۔

سید مستانہ۔ ہاشمی سکریٹری انجمن صلاح المسلمین دہلی

ہائے موت

کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ

آہ موت! تیرا نام سنتے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے طبیعت بیزار ہو جاتی ہے۔ تو کیا ہے اور تیرا کام کیا ہے؟ تیرا کام اس دنیا سے دوسری دنیا کو لے جانا ہے۔ تو ہر جگہ موجود ہے۔ بادشاہ اپنی دولت سے اور غریب اپنی غربت اور عاجزی سے تجھ سے بچ نہیں سکتا۔ نزلہ وغیرہ کی شکلوں میں نمودار ہو کر انسان کی روح کو قفس عنصری سے کھینچ لیتی ہے اور اس کے لواحقین کو رونے اور سر پیٹنے مجبور کر جاتی ہے۔ تجھے ان پر ذرہ اثر نہیں آتا حکیم اور ڈاکٹر تیرے کام میں دخل تو ڈالتے ہیں مگر تو ان کی مطلق پروا نہیں کرتی تاہم ہمیں تجھ سے کوئی شکایت نہیں کیونکہ تیرا کام یہی ہے اور دراصل تیرے ہی ذریعہ سے ہم سب لوگ اس دار فانی کو چھوڑ کر اپنے خداوند کے سایۂ عاطفت میں ہمیشہ کے لئے آرام پاتے ہیں۔ مگر ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ موت بھی وقت کی ہونی چاہئے بے وقت کی موت کا صدمہ تو اس قدر ناقابل برداشت ہے کہ جسکا اندازہ ہونا مشکل ہے۔ چنانچہ اسی قسم کا صدمہ جانکاہ چند روز ہوئے میرے محترم مسٹر سردار خان صاحب ہیڈ ماسٹر ریڈنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ کو ان کی دختر دہ سالہ بچی کی وفات سے پہنچا ہے۔ اس کا اندازہ کچھ یہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دلوں کو ایسی ہی ضرب لگی ہو۔ بعیداز

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

ہیڈ ماسٹر صاحب کی اس نوشگفتہ کی بے وقت موت کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ وہ کچھ عرصہ سے بیمار تھی۔ علاج میں نہایت درجہ کی جد و جہد جاری رہی۔ آسمانی باپ سے ہر وقت دعائیں کی جا رہی تھیں اور دل وہ کا جسکو خدا ایسی پسند کرتا ہے یہ اثر ہوا کہ خدا باپ نے رحم کیا اور اس بیچاری کو قدرے افاقہ ہوا۔ مزید علاج معالجہ کے لئے اسے ہسپتال لے گئے جہاں وہ بالکل خوش اور بشاش نظر آنے لگی۔ جو کہ سب کے لئے موجب اطمینان تھا۔ مگر افسوس یہ افاقہ نہایت تھوڑے عرصہ کے لئے ہوا اور پھر مرض میں اضافہ ہوا۔ ہوش میں آ کر آنکھ کھولی اور حسرتناک آواز میں کہا کہ "اب یہ تکلیف بہت زیادہ ہے کاش مجھے موت آ جاوے"۔ یہ جملہ اس قدر دلخراش تھا کہ سننے والوں کے دلوں پر تیر کا کام کر رہا تھا۔ چنانچہ فی الحقیقت موت بشکل نونیہ آ موجود ہوئی۔ تمام جسم پر اس کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ آنکھوں میں سیاہ حلقے پڑ گئے۔ سانس تیز زبان بند ہو گئی جس چہرہ کو دیکھ دیکھ کر ماں باپ ہمیشہ خوش ہوا کرتے تھے۔ اس وقت اس پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ دماغ پر ایسا اثر ہوا تھا کہ بسا اوقات اس کی باتیں مجذوبانہ ہوتی تھیں۔ ڈاکٹر اور نرس وغیرہ سب خاموش سنّاٹے میں بیٹھے ہوئے تھے اور سب عاجز تھے۔ افاقہ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ تاہم ان کی محنت کے شکرگذار ہیں۔ ماں باپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بہ رہی تھی۔ دیگر غمناک آنکھیں بھی اسکی حالت دیکھتی اور روتی تھیں۔ لیکن وہ روگی بالکل بے ہوش تھی جسکو کچھ بھی خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور کون اپنا سر پیٹ رہا ہے جسکو وہ اپنا سمجھتے تھے وہ اب غیر کی ملکیت ہونے والی تھی۔

اسی سکتہ کے عالم میں اسکو ہچکی آئی اور دس فروری جمعرات کی صبح بوقت چھ بجے بیچاری نسیم کی روح نسیم سحری کے ساتھ پرواز کر گئی۔ اور افسوس جاتے وقت اتنا بھی نہ کہہ سکی کہ لو اماں اب ہم جاتے ہیں خدا را پیار تو کر لو۔ اس وقت کا نظارہ ناقابل برداشت تھا۔ ہائے ہائے محبت کا دم بھرنے والی ان کا واویلا آسمان کو سر پر اٹھائے ہوئے تھا۔ سب حاضرین پر ایک سکتہ کا عالم تھا۔ آہ موت یہ سب تیری کرشمہ سازی ہے خوشی کا گھر موت کا محفل بن گیا۔

اے موت تو نے کیسے کیسے پری جمالوں کو گور کی تنگ و تار کوٹھڑی میں سلا دیا جو پھر کروٹ لینے کا نام بھی نہیں لیتے۔ یہ مکان جہاں ہمیشہ چہل پہل رہتی تھی اور یہ ہنسی خوشی کھیلتی اچھلتی تھی اور ماں کی گود اور باپ کے زیر سایہ ناز و نعمت سے آرام پاتی تھی۔ آج تو نے جبراً اسکو ان سے چھین لیا۔ اب اسی گھر سے اس کا پر حسرت جنازہ نکل رہا ہے۔ مگر اسکو کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اسوقت اس قدر ہجوم تھا کہ عقل حیران تھی۔ ہندو مسلمان عیسائی جنہیں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ہسپتال کے لیڈی ڈاکٹر اور نرسیں وغیرہ بھی شامل تھیں تقریباً تین چار سو کی تعداد میں جمع ہو گئے تھے۔ جو بیچاری نسیم کو گورستان میں دفن کرنے کو لے جا رہے تھے۔ جہاں سوائے خدا کے اس کا کوئی بھی نگہبان نہیں۔

اے انسان تو کس شے پر بھولا اور کس ہستی پر بھولا ہے تیری طاقت ختم ہونے والی ہے۔ اور تیری ہستی مٹ جانے والی ہے۔ ابدی طاقت اور لازوال زندگی صرف ایک ہستی کی ہے جو سب سے برتر اور طاقتور ہے جس کے پاس تجھ کو بھی جانا ہے۔ اس لئے صبر اور استقلال سے کام لینا چاہئے۔ اب خدا باپ سے میری دلی التجا ہے کہ وہ اس کے ماں باپ کو صبر اور تسلی بخشے۔ اور دوسروں کو ایسا داغ نہ دکھائے۔ آمین۔

خاکسار۔ ایم۔ ایل۔ بینرجی۔ آنجلوہ۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام نے فاطمۃ الکبریٰ بنت منشی محمد الدین صاحب خوشنویس دہلی و اہلیہ سردار محمد حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ... ہیڈ سپرنٹنڈنٹ جہانسی کو از راہ قدردانی تیس روپے ماہوار کا منصب عطا فرمایا ہے۔ فاطمۃ الکبریٰ دور حاضرہ میں عربی رسم الخط کی ایک خاص خوشنویس ہیں۔ مولوی فتح محمد صاحب جالندھری کے حمائل شریف کی وہی کاتب ہیں۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس سے متعدد نقرئی اور طلائی تمغہ جات حاصل کر چکی ہیں۔ بیگم صاحبہ بھوپال نے مرقع سیپارہ عطا کی تھیں (ترجمے مانم)

انتخاب زندگی

۱۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرنا بھلا ہے۔ کون خدا کا شکر کرتا ہے۔ وہ آدمی جسکا ضمیر زندہ ہے۔ اور جو اپنے نفس پر حکومت کرتا ہے ایک یونانی فلاسفر کہتا ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر تاور نہیں وہ اپنے ضمیر کو خوش نہیں کر سکتا۔ ضمیر کی شرمندگی بڑی سخت ندامت ہے۔ جس سے تمام پاکیزہ ارادے خاک میں ملجاتے ہیں اور دل اطمینان جاتا رہتا ہے۔ پس دل شکر گزاری کے لئے روشن ضمیر ہونا بڑی اور ضروری شرط ہے۔ کیونکہ شکر گذار ہونا کوئی زبانی سودا نہیں ہے۔ بلکہ زبان اور دل کی صداقت سے شکر کرنا نعمتوں کا معاوضہ کرنا ہے۔ پس جب تک نعمتیں جاری ہیں تب تک شکر واجب ہے۔ آدمی محتاج ہے۔ اور خدا کی بخشش اُسکی محتاجی کو دور دفع کرتی ہیں۔ یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ لہٰذا آدمی خدا کی شکر گذاری سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

۲۔ کائنات کی ساری شان و شوکت اور گرم بازاری حضرت انسان کی ذات سے رونق پذیر ہے۔ موجودات کی کُل نعمتیں اس کے دم کی خاطر مہیا کی گئی ہیں۔ آدمی اشرف مخلوق ہے۔ اور نیز اُسکو اپنی حقیقت اور اپنے خالق کی کبریائی کا علم ہے۔ پس حق تعالےٰ کی عزت افزائی آدمی کے اختیار میں ہے اور آدمی کی محافظت خدا کے قبضہ میں۔

واہ واہ سبحان اللہ کیا عمدہ جوڑ ہے۔ اور اب تک ان کا نباہ بھی اچھا ہوتا رہا۔ آدمی اپنی شرارت اور گستاخی سے کبھی باز نہ آیا اور خدا نے بھی اپنی نعمتوں کو اس سے کبھی دریغ نہ فرمایا۔

۳۔ تعجب ہے کہ دنیا میں بے شمار نعمتیں موجود ہیں اور آدمی محتاج۔ اگر سرسری نظر سے دیکھا جائے تو خوراک لباس اور مکان کی لازمی ضرورت ہے۔ اگر یہ شریف زادہ کسی تکلف کو کام میں نہ لائے اور زاہد خشک بنکر خاموشی سے زندگی بسر کرے تو بھی ان ضرورتوں کو پورا کرنے میں زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کو مل ملا کر اپنا سارا زور لگانا پڑتا ہے اور اگر خدانخواستہ اس حیوان ناطق نے ذرا بھی بلند نظری سے کام لیا تو بس یہ ساری دنیا اور ایسی ایسی دس بیس اور بھی اس کی حرص کے سامنے ہیچ ہیں ؎

گفت چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

۴۔ اگر آپ رنگ آمیز مبالغہ کو کام میں لانے کے عادی نہیں ہیں اور سمجھ بوجھ آپ کے کاروبار کی رہبر ہے تو خود انصاف سے سچا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ حضرت آدم حکم عدولی کر کے گنہگار ہو گیا تو اُس کا یہ سبب ہوگا کہ بڑے میاں نے نہ زمین جوتی نہ ہل چلایا نہ بیج بویا نہ پانی سینچا۔ مالِ مفت دل بے رحم پکی پکائی کھیتی ہاتھ آئی۔ دریغ کیا تھا۔ میاں بیوی دونوں جٹ گئے اور پیٹ بھر لیا۔ لیکن ان کی اس بے پروائی کا خمیازہ آج ان کی اولاد کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اور جناب آپ جانتے ہیں کہ حکم عدولی کسے کہتے ہیں۔ میں تو اچھی طرح جانتا ہوں۔ چونکہ طفولیت میں لوگوں نے میرے بچھڑوں کے ساتھ مجھ کو بھی جوت دیا تھا۔ اُس وقت اگر میں ہل پر ہاتھ رکھکر پیچھے کو دیکھتا تھا یا کچھ غفلت کرتا تو بڑی صفائی سے بیل کا پاؤں زخمی ہو جاتا اور جب میں کاندھے پر ہل رکھے میں جگالی ایک بیل تندرست اور دوسرا تین پاؤں کا لنگڑا لیکر گھر میں آتا تو حضرت اس لنگڑے بیل کیساتھ ہی کھرلی پر باندھ دیا جاتا اور تمام رات سردی میں بھوکا پیاسا پڑا دادا آدم کی جان کو روتا رہتا تھا۔

اور جناب آپ جانتے ہیں کہ ہل کس کو کہتے ہیں وہ ایک سیدھی لکڑی سر پر کھونٹی اور ہاتھ پر لوہے کا پھل لگایا جاتا ہے جو چلاتے وقت زمین کو پھاڑتا جاتا ہے۔ او جناب جو کچھ کہ آتا تھا وہ میں نے آپ کو سنادیا اور اب آپ مہربانی سے اُسکی تشریح کر دیں کہ لکڑی کیا چیز ہے۔ اُس کی ترکیب میں کون کون سے اجزا ملائے گئے ہیں اور کن کن غذاؤں سے پرورش پاکر وہ اس پختہ حالت تک پہنچی ہے۔ اور نیز وہ لوہا کیا چیز ہے۔ کہاں سے آیا اور کس قدر زمانہ کے طول طویل اثر سے مؤثر ہو کر وہ اپنی کی حالت میں بھی داخل ہوا۔ یہ تو چند سیر لوہا اور ایک ادنیٰ سا لکڑی کا ٹکڑا ہے۔ لیکن اس کی قدر آپ کو اس وقت ہوگی جب خود بیلار کھود کر لوہا نکالو گے اور تھوڑ تک لاتے میں خدائی بھر کا احسانمند ہونا پڑیگا۔ پس اگر خوراک لباس اور مکان کی تیاری میں ایک ایک چیز کو غور سے دیکھا جائے تو نہ معلوم کہ موجودات میں کونسی شے ہے جسکا آدمی محتاج نہیں ہے اور یہ صرف جسمانی پرورش کا حال ہے۔ اگر روحانی حاجتوں کو دیکھا جائے تو بس اللہ ہی بیلی ہے۔ (باقی باقی)

منشاد

سہارنپور کنونشن

۹ تا ۱۴ مارچ ۱۹۲۷ء

مضمون۔ مسیح اور ہندوستانی کلیسیا۔

چونکہ یہ مضمون نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بھی جو ہندوستانی کلیسیا کی روحانی ترقی بہتری و بہبودی منحصر ہے نہایت مفید ہے۔ اس لئے چاہئے کہ معزز واعظین کے خیالات و تجربہ سے فائدہ حاصل کریں۔

واعظین۔ ڈاکٹر چتمبر۔ پادری شیٹز۔ کپتان بینرجی۔ مسٹر منی لال پرکیہ و سادھو سندر سنگھ صاحبان۔

انتظام خوراک۔ کھانیکا انتظام خاطر خواہ کیا جاتا ہے۔ نرخ واجبی ہے۔ صفائی کی نہایت احتیاط کی جاتی ہے۔

رہائش۔ رہائش کے لئے مکانات متعدد ہیں۔ بجلی کی روشنی ہے۔ مستورات اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ اور مفصل جگہ ہے۔ جہاں بآرام و باحفاظت رہ سکتی ہیں۔

صاحبان جو مع خاندان تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں سکرٹری صاحب کو اطلاع دیں تاکہ چیپلداری وغیرہ کا قبل از وقت انتظام ہو سکے۔

چارپائی بتی اور جگہ رہائش کے لئے صرف ۱۲ روپے لئے جاتے ہیں۔

پتہ سکرٹری۔ پادری امرداس صاحب ایم۔ اے مشن
نمبر ۴۔ سیمرجی لین۔ دہلی

پبلسٹی کمیٹی۔ سہارنپور کنونشن

تین بیمار نوکھی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور تیر بہدف دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر ڈاکٹر اے۔ این او میڈیا ہو۔ خورجہ۔ ضلع بلند شہر

مذہبی مقابلہ کی لاجواب کتابیں

تصحیف التحریف۔ از پادری ایس۔ ایم پال۔ قرآن و حدیث سے بائبل کی درستی کا ثبوت معہ ضمیمہ ۵ر

ابو قتل انسانی۔ از ایضاً۔ قرآن حدیث بائبل سے نسل انسانی کی ابتدا کا ثبوت ہے۔ ۴ر

انسان کامل۔ از ایضاً۔ مسیح مظہر خدا ہے یا محمد۔ عالمانہ رسالہ۔ ۵ پائی

تحقیق آریہ۔ از ایضاً۔ آریہ ویدک دھرم کی پوست کندہ قابل دید تحقیقات۔ ۸ر

الہامی دعائیں۔ از ایضاً۔ وید قرآن و بائبل کی دعاؤں کا مقابلہ۔ ۶ر

ازالہ مادہ۔ از ایضاً۔ آریوں کی تردید میں لاجواب رسالہ ۱ آنہ ۹ پائی

اثبات التثلیث فی التوحید۔ پادری عبدالحق صاحب کی وحدت مطلق کی تردید میں بے مثل عالمانہ کتاب۔ ۴ر

ملنے کا پتہ:۔ ایم۔ کے۔ خاں مہاں سنگھ باغ لاہور

اطلاع

پنجاب پولیس کے ایک ہیڈ کنسٹیبل کے خلاف حبس بے جا اور استحصال بالجبر کی بنا پر ایک مقدمہ چلایا گیا تھا جس کے حالات بغرض اطلاع عام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ضلع امرتسر کے ایک موضع کے باشندہ نے صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں ایک درخواست بدیں مضمون گذرانی کہ کچھ عرصہ ہوا اسکی بیوی کو موضع مذکور کا ایک اور شخص اغوا کر کے لیگیا۔ یہ درخواست ہیڈ کنسٹیبل کے سپرد کیگئی کہ وہ اسکے متعلق تحقیقات کر کے بعد ضابطہ رپورٹ کرے۔ ہیڈ کنسٹیبل نے ملزم کو بلا بھیجا اور اُسے حبس بیجا میں رکھا اور آخر کار مبلغ دو سو روپیہ لیکر اسے رہا کر دیا ملزم نے اس واقعہ کی اطلاع صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو دی جناب موصوف نے تحقیقات کرنے کے بعد ہیڈ کنسٹیبل کی گرفتاری اور اُس پر مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔ ہیڈ کنسٹیبل مذکور کو زیر دفعہ ۳۴۴ تعزیرات ہند اثبات جرم پر دو سال قید با مشقت اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے ۳ ۲ بیرسٹرا اپیل کرنے پر بحال رہی۔ ہیڈ کنسٹیبل کو محکمہ پولیس سے برخاست کر دیا گیا ہے۔ (از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ضرورت ۳/۴

ڈفرن ہاسپٹل کوئٹہ (بلوچستان) کے لئے ایک ہندوستانی نرس کی ضرورت ہے جو پورے طور سے ٹرینڈ (تربیت یافتہ) ہو اپنے کام کی ذمہ واری اُٹھانے کے قابل ہو تنخواہ ۱۰۰ سے ۱۳۰ روپیہ ماہوار حسب لیاقت دیجائیگی اور رہائش گاہ مفت ملیگی

ایک خاتون کمپونڈر کی بھی ضرورت ہے۔ پیرنٹی ٹرینڈ (تربیت یافتہ) کو ترجیح دیجائیگی۔ مفت مکان کے ساتھ تنخواہ ۵۰ روپے ۶۰ روپیہ ماہوار ملیگی۔ یونیفارم اور قلی بھی مفت ملیگا۔

ایک مڈوائف نرس کی بھی ضرورت ہے۔ جو کوئٹہ چھاؤنی کے رفاہ عام کے کام کی ذمہ وار ہوگی تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار پانچ روپیہ الاؤنس کے ساتھ ملیگی۔

امیدوار نرسوں کی بھی ضرورت ہے جو سولہ برس کی عمر سے زیادہ کی ہوں۔ انہیں رہائشگاہ۔ خوراک یونیفارم (لباس) اور قلی مفت ملینگے۔ اور سات روپیہ ماہوار وظیفہ بھی ملیگا۔

ایک اور نرس کمپونڈر کی ضرورت ہو جو بلوچستان کے ایک چھوٹے ہاسپٹل میں کام کریگی تنخواہ ۶۰ روپیہ ماہوار ملیگی۔

جملہ امیدوار انکو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی درخواستوں کے ساتھ نقول اسناد کو چیف میڈیکل افسر کوئٹہ بلوچستان کے نام پر روانہ فرمائیں۔

المشتہر جی۔ ای۔ این۔ نبیر ٹوے
ڈبلیو۔ ایم۔ ایس۔ ایم۔ او

نوٹس

لدھیانہ پریسبٹری کا جلسہ سہارنپور میں ۱۲ مارچ ۸ بجے صبح کو بدھ کے دن فراہم ہوگا۔

ممبروں سے درخواست ہے کہ اپنے آنے کی تاریخ و وقت سے پادری جیمس منول پاسبان سہارنپور کو اطلاع دیں۔

آپ کا ہمخدمت
پی۔ کے سرکار
اسٹیڈ کلرک لدھیانہ پریسبٹری

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

نئے اُردو ٹریکٹ اور ہینڈبل

ایک سو سے کم تعداد میں کوئی ٹریکٹ نہ دیا جائیگا قریب کے ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھیں تاکہ بھاری پارسل ریل میں بھیجے جائیں۔ اور خرچ کم ہو۔

ڈاکٹر آربن صاحب کے ٹریکٹ

آپ کی عمر کتنی ہے صفحہ ۴ ۲ر فیصد اور ایک روپیہ فی ہزار
آپ کا کیا حال چال ہو صفحہ ۴ ۲ر فیصد اور ایک روپیہ فی ہزار
آپ کہاں جاتے ہیں صفحہ ۴ ۲ر فیصد اور ایک روپیہ فی ہزار
یسوع مسیح کون ہے صفحہ ۴ ۲ر فیصد اور ایک روپیہ فی ہزار
کیا جنگ ختم ہوگئی صفحہ ۴ ۲ر فیصد اور ایک روپیہ فی ہزار
کیا آپ تیار ہیں صفحہ ۴ ۲ر فیصد اور ایک روپیہ فی ہزار

ٹریکٹ با رنگین تصاویر

نہایت ہی خوبصورت۔ بڑھیا۔ چکنے ولایتی کاغذ پر ولایت میں چھپے ہوئے ٹریکٹ برائے نام قیمت پر گورمکھی۔ ہندی اور اُردو تین زبانوں میں مہیا کئے جاتے ہیں قیمت سب کی یکساں ہے۔ مگر یاد رہے کہ ۲۰۰ سے کم نہ دیے جائینگے۔ ۴ر فی دو سو اور ایک روپیہ فی ہزار۔

مس اے۔ ایل۔ او۔ ای کے ٹریکٹ

چمکنے والی پوشاک صفحہ ۱۲۔ ۶ر فی سو اور تین روپیہ فی ہزار۔

مرد نوزاد۔ صفحہ ۱۲۔ ۶ر فی سو اور تین روپیہ فی ہزار۔

بچوں کی شادی۔ صفحہ ۱۲۔ ۶ر فی سو اور تین روپیہ فی ہزار۔

المشتہر
سکرٹیری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور

ممبران شاہی زراعتی کمیشن دہلی پہنچ گئے ہیں ۲۵ فروری تک یہاں ٹھہرنے کے بعد پنجاب کا دورہ کرینگے۔ (بندے ماترم)



ملک کنعان کو اپنی فتح میں شامل کیا تھا اور اس پر نئی عملداری تھی۔ اور اس طرح اُن کا حق تھا کہ اُن سے جزیہ لیں۔ عام طور سے ایک رعایا اپنے بادشاہ کو جزیہ دیتی ہے کیونکہ اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کرتی ہے اور اُسکی عملداری کی قائل ہے۔

مسیح نے کہا کہ جو چیزیں قیصر کی ہیں قیصر کو دو اور جو چیزیں خدا کی ہیں خدا کو۔ اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمیں خداوند کو اپنا بادشاہ اور اپنا مالک تسلیم کرنا ہے کہ اُس کا حق ہے کہ ہم سے اپنی چیزیں طلب کرے۔ ٹھیک ویسے ہی جیسے ہم شاہ وقت کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور بعض چیزیں اُس کا حق ہو وہ ہم سے طلب کرتا ہے۔ اس طرح خدا کا حق ہم پر زیادہ بنتا ہے کیونکہ ہم پر اُس کی صورت ہے۔ ہم پر اُس کا نام ہے۔ نہ صرف یہ کہ ہم فطرتی طور پر خدا کی صورت پر بنے ہیں بلکہ اُس نے ہمیں مول لیا ہے۔ ایک بڑی قیمت دیکر ہم خریدے گئے ہیں۔ اب ہم اپنے نہیں بلکہ اُس کے ہیں۔ ۱-کرنتھ ۶: ۲۰ لہٰذا یہ بات کہ وہ ہمارا خالق ہے اور ہمارا مالک ہے اور یقینی ہے۔ لیکن اس کے سوا اُس نے ہمیں ایک بڑی قیمت دیکر چھڑایا ہے۔ اُسکو کہیں گنا زیادہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ہم سے اپنی چیزیں طلب کرے نمک حلال اس میں ہے کہ اُس کا حق اس کو دیا جائے اب سوال لازم آتا ہے کہ وہ کون سی باتیں ہیں جو وہ ہم سے طلب کرتا ہے۔

اوّل۔ وہ ہم سے اطاعت اور فرمانبرداری کی توقع رکھتا ہے۔ بلکہ فرمانبرداری طلب کرتا ہے۔ خدا کی فرمانبرداری کرنے سے ہم اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔ ایک بادشاہ اپنی رعایا سے اپنے شاہی فرمانوں کی فرمانبرداری طلب کرتا ہے ہمارا خدا بادشاہوں کا اکیلا شاہنشاہ ہے۔ جس کے شاہی فرمان اس کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ اور اگر ہم اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور اپنے دلوں اور اپنی زندگی پر اُسکی حکومت کو مانتے ہیں تو ضرور اُس کے شاہی فرمان کی تابعداری کرینگے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ پیشتر اس سے کہ ہم اس کے احکام کی تابعداری کریں ضرور ہے کہ ہماری زندگیوں پر ان کا تسلط ہو۔ وہ ہماری شخصی زندگی میں سکونت کرے اور وہاں حکومت کرے اور رعایا جو اپنے بادشاہ کو پیار نہیں کرتی اصل میں اُسکی حکومت کو تسلیم نہیں کرتی۔ اپنے بادشاہ کے فرمانوں کی تابعداری دل سے نہیں کرتی بلکہ پولیس اور فوج کی ضرورت پڑتی ہے۔ کہ ایسی رعایا سے حکم منوائیں۔ بلکہ ایسی رعایا میں ایک غلامانہ طبیعت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو بیرونی قوت کے اثر کے نیچے ہو کر اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ اور ایسے مسیحی بہت سے ہیں جو بیرونی اثر کے محتاج ہیں تاکہ وہ مسیح کے احکام کی فرمانبرداری کریں۔ کیونکہ اُن کے دل میں اس کی حکومت نہیں ہے۔ ہمارا خدا ہمارا بادشاہ سچائی کا شہزادہ ہم سے فرمانبرداری طلب کرتا ہے۔ اور اُس کے احکام ہمیشہ کی زندگی ہیں یوحنا ۱۲: ۵۰۔

دوئم۔ وہ ہم سے محبت کو طلب کرتا ہے بحیثیت بادشاہ ہونے کے وہ ہم سے فرمانبرداری طلب کرتا ہے مگر اس سے بھی ایک گہرا رشتہ ہے یعنی وہ ہمارا آسمانی باپ ہے اور اُس نے ہمیں بڑی محبت سے پیار کیا ہے۔ اور اس کا حق ہے کہ محبت کا سارا خزانہ اُس کے قدموں پر ڈال دیں۔ کیونکہ لکھا ہے کہ "تو خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اور ساری طاقت اور ساری جان اور ساری عقل سے پیار کر"۔ فرمانبرداری کی بنیاد محبت ہو اور یہ ایک بات ہے جو خدا ہم سے طلب کرتا ہے۔

سوئم۔ خدا شکرگذاری ہم سے طلب کرتا ہے۔ نہ صرف وہ ہمارا باپ اور بادشاہ ہے بلکہ وہ ہمیں برکتیں اور نعمتیں بخشنے والا ہے۔ اُس نے ہمیں سب کچھ اپنی بے پایاں رحمت کے موافق بخشا ہے اور اس کا حق ہے کہ اس کی بخششوں کے موافق اُس کا شکریہ ادا کیا جائے بلکہ شکرگذاری کی زندگی ہی بسر کی جائے۔ شکرگذاری جا ہے کہ فرمانبرداری اور محبت کی تہ میں ہو۔

چہارم۔ اُس کا حق ہے کہ ہم اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ اس کے لئے علیحدہ کریں۔ یہ اس کا حق ہے۔ اور اس طرح ہم اس کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہماری باطنی محبت اور شکرگذاری کا ظاہری ثبوت یہی ہے کہ ہم اس کے حصہ کو تسلیم کریں۔

پس یہ چیزیں ہیں جو خدا کی ہیں۔ فرمانبرداری محبت۔ شکرگذاری اور آمدنی کا ایک حصہ۔ یہ چیزیں اُسکی ہیں اور اگر ہم قیصر کی اُسکی چیزیں دیتے ہیں۔ ہم کیوں خدا کو اُسکی چیزیں دینے میں کوتاہی کرتے ہیں۔

ہمارے خدا کا یہ جواب جو ایک خاص موقع کے لئے دیا گیا۔ زمانوں کے درمیان بنی آدم پر ایک گہرا اثر رکھتا رہا ہے۔ اور ان کی زندگیوں میں وہ انقلاب پیدا کیا ہے اور کر رہا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

پیارے ناظرین۔ پیشتر اس سے کہ آپ اس کو ختم کریں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ خدا کو وہ چیزیں دیتے ہیں جو اُسکی ہیں اور وہ آپ سے طلب کرتا ہے۔

ذریعہ چند

سکاچ مشن ہائی اسکول گجرات میں سکاوٹنگ

آجکل مدرسوں میں سکاوٹنگ کا عام رواج ہے اور جہاں تک ہمیں علم ہے ہندوستان میں اس تحریک کو رواج پائے ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ چنانچہ حال ہی میں ہمارے جانفشاں و بیدار مغز ہیڈ ماسٹر صاحب کی تجویز کے مطابق سکول ہذا میں بھی اس نئی تحریک کو رائج کیا گیا اور اس کام کے لئے ہمارے مکرمی و معظمی جناب ماسٹر رحمت مسیح صاحب کلارک آبادی کو بلایا۔ جنہوں نے سکول ہذا میں تشریف لاتے ہی نہایت کوشش و سرگرمی سے اپنے فرائض کو بطرز احسن سر انجام دینی شروع کی اور چند ہی دنوں میں ۲۴ طلباء کا ایک گروہ برائے امتحان عالیجناب فیض انتساب ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گجرات اور ڈویژنل انسپکٹر صاحب مدارس قسمت راولپنڈی کے سامنے پیش کیا جس کا نتیجہ ۲۳/۲۴ رہا اور اسی ٹروپ کو حضور پرنور وائسرائے ہند کی سلامی کے واسطے لاہور بھیجا گیا۔ اسی طرح دیگر ایسے مواقع کے لئے ان طلباء کو تیار کیا جاتا ہے۔ جو اصحاب سکاوٹنگ سے واقف ہونگے اُن کو یاد ہوگا کہ سکاوٹ کے فرائض کیسے اوق اور مشکل ہیں۔ سکاوٹ کا سیدھا تعلق بادشاہ سے ہوتا ہے

وہ ملک اور قوم بلکہ تمام بنی نوع انسان کی جان اور مال کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔ اس کی زندگی سیلف سپورٹ زندگی ہوتی ہے۔ وہ ملک اور قوم کا بہادر دلیر سپاہی ہوتا ہے وہ ملنسار ہمدرد حب الوطن ہوتا ہے۔ اور جس روز سے وہ دائرہ سکاؤٹنگ میں آتا ہے اس روز سے خدا کے سامنے دوسروں کی خاطر اپنی جان تک دینے کا اقرار کرتا ہے۔ پس اہل وطن سے اگر ہند کی آئندہ پشتوں کو محنتی حب الوطن خادم ہمدرد ملنسار بنانا ہے تو مدارس میں سکاؤٹنگ کو رائج کریں۔

راقم۔ عاجز (قصوری)

عید میلاد مسیح علیہ السلام علی ملت الاسلام

ہمارے خیال میں حضرت منت کی رائے کو بہت اچھا سمجھتے ہیں۔ ہم بحث کو ختم کرتے ہیں ہر ایک مسیحی اپنی رائے کا مختار ہے۔ کوئی کسی کی رائے پر بحث نہیں کرسکتا ہے۔ ایڈیٹر۔

اس میں کلام نہیں کہ ہمارے برادران اسلام ہمارے خداوند کو کسی دوسرے اولوالعزم نبی سے کم نہیں مانتے ہیں بلکہ وہ آپ کی معجزانہ سید البشر کو خارق العقل بالفعل ہم مسیحیوں سے کم نہیں کچھ زیادہ ہی واجب التعظیم اور قابل التکریم گردانتے اور جانتے ہیں اور حکم اور مقدس ہی مسیح کو صاحب معجزہ خیال کرتے ہیں۔ یہ ان کے اعتقادات ہمارے خلاف نہیں جبکہ کلام خدا ہم کو صاف الفاظ میں ہدایت کرتا ہے کہ کل باتیں جو ہمارے خداوند سے متعلق ہیں نہیں لکھی گئیں۔ اگر لکھی جاتیں تو کتابیں دنیا میں نہ سماتیں۔ میں نے جناب نذیر احمد رضوی صاحب وکیل سیتاپور کی تحریر کو خوب پڑھا اور میں اُن کا مطلب صاف سمجھ گیا۔ میں اس معاملہ میں جہاں تک میرے ذہن کی رسائی ہوئی اُن کی نیت کو بخیر سمجھتا ہوں۔ ہمارے خداوند واجب العزت کی عزت جس قدر آپ کے آئینہ دل میں منعکس ہے وہ ظاہر سے زیادہ ظاہر ہے۔

میں جناب محترم کی رائے سے کسی قدر متفق اور کسی قدر انحراف کرکے اپنی رائے ناقص پیش کرتا ہوں جیسے کہ اہل اسلام جناب پیغمبر صلعم کی زندگی کے دو حصہ الگ الگ رکھتے ہیں یعنی اول آنحضرت صلعم کی آمد اور اس کے متعلقات۔ دوم آپ کی وفات اور اس کے مشمولہ حالات وہ پہلے حصہ کو مولود شریف اور دوسرے کو وفات نامزد کرتے ہیں۔ دونوں کو گڈمڈ نہیں کرتے

اسی طرح ہمارے خداوند کی پیدائش کے متعلقات آپ کی تعلیمات آپ کی تمثیلات آپ کے معجزات وغیرہ اس حصہ کو الگ رکھنا چاہئے۔ دوم۔ آپ کی موت جو ہم مسیحیوں میں کلام الٰہی اور تواریخ سے متواتر ثابت ہے کہ صلیب پر واقع ہوئی اور وہ بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اس حصہ کو علیحدہ رکھیں۔ کیونکہ ابھی تک فرق اسلامیہ اس پر متفق نہیں ہیں۔ اگر اس پر علیحدہ عملدرآمد کرتے ہوئے ہم اپنے برادران اسلام کو اجازت دیں کہ وہ بخندہ پیشانی اس پیدائشی حصہ پر عملدرآمد کرتے ہوئے عید ولادت منائیں اور ہم مسیحیوں کو مدعو فرمائیں۔ یا ہم مسیحی بھی یوم کلاں پر ایک خاص منتخب جلسہ اسی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے قرار دیکر اپنے اہل اسلام بھائیوں کو دعوت دیں تو کوئی قباحت نہ ہوگی۔

کیا میں اپنے واجب الاحترام دوست وکیل صاحب سیتاپوری کو یہ مشورہ دے سکتا ہوں کہ

Charity begins at Home

خود ہی آئندہ یوم کلاں پر جب آپ چاہیں بلکہ ۲۵ دسمبر ہی پر موقوف نہیں آپ کا جی چاہے اس محفل میلاد مسیح علیہ السلام کو خاص اپنے دولت خانہ پر منعقد فرمائیں اور نہ صرف اہل اسلام بلکہ مسیحیوں کو مشنریوں کو پیچروں کو جو خود سیتاپور ہی میں موجود ہیں دعوت دیں۔ میں جانتا ہوں کہ سب بطیب خاطر اس کار خیر میں شامل ہونگے۔ بشرطیکہ بیان میلاد میں آپ کی وفات متعلقات آیات کا ذکر نہ کیا جائے۔ کیونکہ جن جن باتوں میں ہم دونوں اصحاب متفق نہیں ان کو فی الحال ملتوی رکھنا چاہئے۔ رہا نازک صنف مستورات کی شمولیت اس پر اس بات کا زور نہ دینا چاہئے کہ عورتیں اور مرد ایک ساتھ پہلو بہ پہلو اور زانو بزانو ایک ہی جگہ پر بیٹھیں بلکہ جس طرح حضرات شیعہ میں دستور ہے کہ جب ان کے یہاں محفل عزا سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السلام کی قرار پاتی ہے تو مردوں میں صرف مرد اور اندرون خانہ عورتیں عورتوں کے ساتھ بیٹھیں۔ اس طریق سے کہ متکلم کی آواز صاف صاف اُن کو سنائی دے تو کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ کیا صرف ذرا سی پردہ داری کے لئے ہم ایسے کار خیر سے اپنی مستورات کو محروم رکھیں! عورتوں مردوں کو ملاکر ثواب میں عذاب کے مستحق ٹھہریں۔ ہرگز نہیں۔ پس میں بذات خاص اس تجویز کو بسر و چشم خوش آمدید کہتا ہوں۔ کیا ہم مسیحی اکثر بیاہ شادی میں اپنے احباب ہندو مسلمانوں کو شریک جلسہ نہیں کرتے اور کوئی قباحت لازم آتی ہے۔ تو کتنا زیادہ ہم اپنے نجات دہندہ کی عید ولادت میں اپنے ہندو مسلمان بھائیوں کو شریک نہ کریں۔

مجھے یاد ہے کہ مین پوری میں بزرگ پریسبٹیرین مشنری صاحب نے ایک ہندو خاندان کو یوم کلاں پر مدعو کیا تھا۔

راقم۔ کیدار ناتھ منت۔ از کانپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک انگریزی خاتون کی زیرنگرانی کردی ہیں اور چار خواتین اُس کی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات [illegible] ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہوسکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں [illegible] تک [illegible] سے [illegible] تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں۔

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

مطبوعہ جے کلارک صاحب ایم اے منیجر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے نیشنل پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔